۱۴۷ واں باب

[ذوالقعدہ ۳ہجری]

قانون وراثت اور شادیوں کے ضابطے

۱۰۹: سُوْرَۃُ النِّسَآء [۴-۴لن تنالوا]

نزولی ترتیب پر ۱۱۲ویں تنزیل، چوتھے پارے میں وارد قرآن مجید کی چوتھی سورت

﴿آیات ۱ تا ۲۸﴾

۲۳۶ یتیموں کی پرورش اور اُن کا ترکہ

۲۴۰ وارثوں کے ترکے میں حقوق

۲۴۶ بدکاری کی سزا کے ابتدائی احکامات

۲۴۸ نکاح اور شادیوں کے باب میں احکامات

۱۴۷واں باب

قانون وراثت اور شادیوں کے ضابطے

۱۰۹: سُوۡرَۃُ النِّسَآء ﴿آیات ۱تا۲۸﴾ نزولی ترتیب پر ۱۰۹ویں سورۃ، مصحف میں چوتھی، پارے ۴تا۶

جنگ اُحد شوال کے مہینے میں ہوچکی ہے، اُس پر تبصرہ سورہ آلِ عمران کے آخری خطبے میں گزر چکا ہے جسے آپ پچھلے باب #۱۴۶ میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔اِس کے کچھ دنوں بعد سُوۡرَۃُ النِّسَآء کا نزول شروع ہوا۔

اپنے مختلف النوع مضامین کے اعتبار سے سُوۡرَۃُ النِّسَآء پانچ خطبوں یا حصّوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے جو ایک کے بعد ایک سورۃ میں درج ہیں لیکن اِن کی نزولی ترتیب یہ نہیں بلکہ جن واقعات و حوادث سے یہ خطبے بحث کرتے ہیں، وہ جس ترتیب سے کاروانِ نبوت کو پیش آئے اُس ہی ترتیب سے یہ نازل ہوئے۔

- پہلا خطبہ [آیات ۱تا۲۸] قانون وراثت اور شادیوں کے ضابطے لیے ہوئے ہے، جن کی شدید ضرورت جنگِ اُحد کے بعد شہدا کے چھوڑے ہوئے اموال اور بیواؤں سے نکاح اور یتیموں خاص طور پر یتیم لڑکیوں کی دیکھ بھال کے لیے تھی، خیال کیا جاسکتا ہے کہ اگلا مہینہ یعنی ذوالقعدہ سنہ ۳ ہجری سُوۡرَۃُ النِّسَآء کے پہلے خطبے کے نزول کا مہینہ رہا ہوگا (وَاللهُ اَعۡلَمُ)۔ آپ اس خطبے کو اس باب (۱۴۷) میں دیکھ رہے ہیں۔

- تیسرا خطبہ [آیات ۴۴تا۵۹]: یہود کو سخت وارننگ دینے والا یہ خطبہ یقیناً، ربیع الاول میں بنو نضیر کو شہر بدر کرنے سے قبل نازل ہوا ہوگا لہٰذا یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ یہ صفر ۴ ہجری میں نازل ہوا (وَاللهُ اَعۡلَمُ) جس پر بھی اصلاح پذیر نہ ہونے کی بنا پر اگلے مہینے اخراج عمل میں آیا۔ یہ آیاتِ مبارکہ باب ۱۴۹ میں زیرِ بحث آئی ہیں۔

- چوتھے خطبے [آیات ۶۰تا۱۲۶] کا مرکزی موضوع "منافقین" ہیں اور اس خطبے کے آخر میں صلوٰۃِ خوف کی ہدایات ہیں جو غزوۂ ذات الرِّقاع [باب ۱۵۲] کے دوران نازل ہوئی تھیں، یہ غزوہ محرم ۵ ہجری میں ہوا تھا، لہٰذا یہی اوقات اس خطبے کے نزول کے رہے ہوں گے وَاللهُ اَعۡلَمُ۔ یہ خطبہ باب ۱۵۳ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

- دوسرے خطبے [آیات ۲۹تا۴۳] میں معاشرتی ہدایات اور متعلقہ اصول و ضوابط ہیں، ساتھ ہی تیمم کا طریقہ بھی ہے جو غزوہ بنی المُصۡطَلِق کے موقع پر شعبان ۵ ہجری میں سکھایا گیا تھا، لہٰذا یہی وقت اس کے نزول کا رہا ہوگا وَاللهُ اَعۡلَمُ۔ یہ خطبہ باب ۱۵۴ میں زیرِ بحث آیا ہے۔

- پانچواں خطبہ [آیات ۱۲۷تااختتام] پوری سورہ کا ایک خلاصہ محسوس ہوتا ہے جس میں سابق چاروں موضوعات کو چھوُا گیا ہے، ظاہر ہے یہ یقیناً آخری خطبے کے بعد پانچویں خطبے میں خلاصے کے طور پر رمضان ۵ ہجری نازل ہوا ہوگا وَاللہ اَعْلَمُ۔ آخری اور خلاصہ ہونے کے ناطے اس سب سے آخر یعنی باب ۱۵۵ میں رکھا ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ کے گزرتے ہوئے ماہ و سال کے تسلسل میں اوپر بیان کردہ اور اس کتاب میں اختیار کردہ ترتیب سے اِن اجزائے قرآنی کی تفہیم اور اِن پر تدبر اِن شاء اللہ آسان ہوگا۔

ذیل کا چارٹ وضاحت کے لیے ہے۔ ہم اس باب میں نزولی ترتیب پر ہی خطبوں کو زیرِ بحث لائیں گے کہ حیاتِ طیبہ اِسی طور گزرتے ہوئے ماہ و سال کے درمیان ترتیب پا رہی تھی، اِس بات کی تکرار اس لیے ہے کہ ذہنوں میں نزول قرآن کا استحضار ہو جائے اور جس طرح نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے سامعینِ اوّل نے واقعات کی دنیا سے گزرتے ہوئے پہلی مرتبہ آیاتِ مبارکہ کو سنا تھا سیرت کا مطالعہ کرنے والے بھی اُسی ذہنی پسِ منظر میں اِن کو پڑھ کر معانی کا فہم حاصل کریں۔

محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاولیٰ	جمادی الثانی	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذی قعد	ذی الحج
						۳ ہجری				پہلا خطبہ	
	تیسرا					۴ ہجری					
چوتھا						۵ ہجری	دوسرا	پانچواں			

★★★★★

اس باب میں غزوہ اُحد کے بعد نازل ہونے والا خطبہ زیرِ گفتگو ہے۔ ہم کوہِ اُحد کے دامن میں ہونے والی جنگ کو دیکھ چکے ہیں اور پھر آلِ عمران کے آخری آٹھ رکوعات [آیات ۱۲۲تا۲۰۰] پر مشتمل مالک الملک کے تبصرے پر بھی سیر حاصل نظر ڈال لی ہے۔ مسلمانوں کے سات آٹھ سو گھرانوں میں سے کم و بیش دس فی صد گھرانوں یعنی ۷۰ گھرانوں میں اگرچہ شہادت کی شادمانی ہے مگر ساتھ ہی جدائی کا غم بھی ہے جو پیچھے رہ جانے والے اپنے احوال، ایمانی بالیدگی اور جذباتی بلوغیت کے ساتھ منا رہے ہیں مگر وراثت کی تقسیم کے اسلامی ضابطوں کو جاننے کے لیے اور یہ جاننے کے لیے کہ بڑی تعداد میں بیوہ خواتین اور بلوغت کی عمر کو پہنچی ہوئی کنواری یتیم لڑکیوں کی شادیاں کن افراد سے کن حدود میں کی جاسکتی ہیں؟ لوگ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کاروانِ نبوت منتظر ہے کہ کب روح الامین اللہ کے پاس سے ضروری ہدایات لے کر آئیں گے۔ لیجیے وہ تشریف لا رہے ہیں سُوْرَۃُ النِّسَآء کی ابتدائی ۲۸ آیات مبارکہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہو رہی ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ
خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ
مِنۡہَا زَوۡجَہَا وَ بَثَّ مِنۡہُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا
وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ
بِہٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ
رَقِیۡبًا ﴿۱﴾ وَ اٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی اَمۡوَالَہُمۡ وَ
لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَ لَا
تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَہُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ
حُوۡبًا کَبِیۡرًا ﴿۲﴾ وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا
تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ
لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ
فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا
مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ
﴿۳﴾ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِہِنَّ نِحۡلَۃً ؕ
فَاِنۡ طِبۡنَ لَکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ مِّنۡہُ نَفۡسًا
فَکُلُوۡہُ ہَنِیۡٓـًٔا مَّرِیۡٓـًٔا ﴿۴﴾ وَ لَا تُؤۡتُوا
السُّفَہَآءَ اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰہُ
لَکُمۡ قِیٰمًا وَّ ارۡزُقُوۡہُمۡ فِیۡہَا وَ اکۡسُوۡہُمۡ وَ
قُوۡلُوۡا لَہُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۵﴾

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اُسی سے اُس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے کثیر مرد اور عورتوں کو پھیلا دیا۔ اور اُس اللہ سے ڈرو جس کے حوالے سے تم ایک دُوسرے سے کچھ سوال کرتے ہو، اور ارحام (رشتہ و قرابت کے تعلّقات کو بگاڑنے) سے بچو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تمھاری نگرانی کر رہا ہے ○ **

یتیموں کے مال اُن کو دو، اُن کے عمدہ مال کو بُری چیز سے نہ بدل دینا اور اُن کے مال کو اپنے مال میں ملا کر ہڑپ نہ کر جانا، یہ بہت بڑا گناہ ہے ○ اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن سے نکاح کر لو، دو یا تین یا چار۔ لیکن اگر تمھیں ڈر ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو بس پھر ایک ہی۔ یا اُن کے ساتھ رہو جو تمھاری ملکیت میں ہوں، یہ بہتر ہے اِس سے کہ انصاف نہ ہو ○ اور عورتوں کے مہر شائستگی سے ادا کرو، پھر اگر وہ اپنی خوشی سے مہر کے کسی حصّے سے تمھارے لیے دست بردار ہو جائیں تو اُس کو تم مزے سے کھا سکتے ہو اور تم اپنے وہ مال نادانوں کے حوالے نہ کر دینا، جن کو اللہ نے تمھارے لیے قیام و بقا کا ذریعہ بنایا ہے، البتہ انھیں کھانے، پہننے کے لیے دو اور ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرو ○

** تقوے کی تاکید کرنے والی تین آیات میں سے دوسری، جنھیں کسی اہم تقریر سے قبل رسول اللہ ﷺ ضرور تلاوت فرماتے تھے۔

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص یعنی تمھارے اوّلین باپ (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اُسی سے تمھاری ماں کو پیدا کر کے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے مرد اور عورتوں کی ایک خلقِ کثیر دُنیا میں پھیلا دی[29]۔ اور اُس اللہ سے ڈرو جس کے حوالے سے تم ایک دُوسرے سے اپنا حق مانگتے یا کچھ مدد کا سوال کرتے ہو، اور اللہ کے سامنے حاضری کے دن، رشتہ و قرابت کے تعلّقات کو بگاڑنے کے انجام سے ڈرو[30]۔ یقینی اور ناقابلِ فراموش حقیقت یہ ہے کہ اللہ اعمال اور اُن کے پیچھے کار فرما نیتوں کی جانچ کے لیے تمھاری نگرانی [monitoring] کر رہا ہے۔ یتیموں کے مال مناسب وقت پر اُن کو واپس دو، اُن کے عمدہ مال و جایداد کو کم تر درجے کی بُری چیز سے نہ بدل دینا اور چالاکی و بدنیتی سے اُن کے مال کو اپنے مال میں ملا جلا کے ہر گز ہڑپ نہ کر جانا، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو یتیموں کی ماؤں میں سے جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن سے نکاح کر لو، چاہے تمھاری زوجیت میں دو ہو جائیں یا تین ہو جائیں یا چار، بس یہ آخری حد ہے[31]۔ لیکن اگر تمھیں ڈر ہو کہ ایک سے زاید بیویوں کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو بس پھر ایک ہی بیوی کافی ہے۔ یا اُن عورتوں کے ساتھ بسر کرو اور رہو جو تمھاری ملکیت میں ہوں، یہ بہتر ہے اِس سے کہ ایک سے زاید بیویوں کے درمیان انصاف نہ ہو۔ اور عورتوں کے حق مہر کو بوجھ نہ جانو، اُن کو خوش دلی اور شائستگی سے ادا کرو، پھر اگر وہ اپنی خوشی سے مہر سے یا اُس کے کسی حصّے سے تمھارے لیے دست بردار ہو جائیں تو اُس سے تم مزے سے کھا سکتے ہو[4]۔ ادائیگی سے بچنے کی شکل میں یا دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے خرچ کے ذریعے۔ اور تم اپنے درمیان اہلِ ایمان کے چھوڑے ہوئے مال نادان وارثوں کے حوالہ نہ کر دینا، کہ وہ جسے نادانی سے برباد کر دیں، اِن اموال کو تو اللہ نے تمھارے مسلم معاشرے کے لیے قیام و بقا کا ذریعہ بنایا ہے، البتہ انھیں کھانے، پہننے اور مناسب سطح کی ضروریاتِ زندگی کے لیے اُن کے مال میں سے خرچہ دو اور اس معاملے میں اگر وہ بے جا حجت کریں تو اُن کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرو، مگر جان لو کہ نہ زیادتی کرو نہ دباؤ میں آؤ۔

---

۲۹ تقوے کی تاکید کرنے والی تین آیات میں سے دوسری، جنھیں کسی اہم تقریر سے قبل رسول اللہ ﷺ ضرور تلاوت فرماتے تھے۔

۳۰ تمام نبیوں نے اپنی امتوں کو رحم کے رشتوں کا پاس رکھنے کی ہدایت کی ہے اور اُن سے میثاق و عہد لیا گیا ہے۔

۳۱ قرآن مجید واضح الفاظ میں چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت دے رہا ہے، مگر اُن کے درمیان انصاف رکھنے کی شرط کے ساتھ۔ بلاشبہ جس وقت یہ آیات نازل ہوئیں تعداد پر کوئی قدغن نہیں تھی، اس حکم نے تعداد کو محدود کیا، لیکن اس شرط کا سہارا لے کر اتنے کھلے الفاظ میں دی گئی اجازت کو یہ کہہ کر ختم نہیں کیا جا سکتا کہ 'وہ محض ایک وقتی حکم تھا' یا 'یہ کہ دنیا میں کوئی اس کی پابندی نہیں کر سکتا'۔ جس ہستی نے ہمیں اور ساری کائنات کو تخلیق کیا وہ ہماری ضروریات، داعیات اور کمزوریوں سے واقف ہے۔ اگر اس دوسری دلیل پر یہ اجازت منسوخ سمجھی جائے تو اجازت دینے والے کو ناقص العقل ماننا لازم آئے گا۔ نعوذ باللہ

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ
فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا
اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ
بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا
فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ
اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ
حَسِيْبًا ﴿٦﴾ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ
مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ
مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿٧﴾ وَ
اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى
وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٨﴾ وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ
تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا
عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا
سَدِيْدًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ
الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ
نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿١٠﴾ ١٦

اور یتیموں کو نکاح و بلوغت کی عمر پہنچنے تک جانچتے رہو۔ پھر اگر تم اُن کے اندر سوجھ بوجھ پاؤ تو اُن کے مال اُن کے حوالے کر دو۔ اِس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے جلدی میں فضول خرچ کر کے اُن کا مال نہ ہڑپ کر جانا۔ جو مال دار ہو وہ احتیاط سے کام لے ۔اور جو غریب ہو وہ معروف طریقہ سے کھائے۔ اُن کے مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو گواہ بناؤ ورنہ حساب لینے کے لیے تو اللہ کافی ہے ○ ماں باپ اور رشتہ داروں نے جو ترکہ چھوڑا ہو اُس میں مردوں کا حصہ ہے، اور عورتوں کا بھی اُس مال میں حصّہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے ترکہ میں چھوڑا ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت، یہ حصّے اللہ کی جانب سے مقرر ہیں ○ جب تقسیم کے موقع پر عزیز و اقارب اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو اور اُن کے ساتھ شریفانہ طریقے سے بات کرنا ○ لوگوں کو خیال کرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑتے تو انھیں اپنے بچّوں کے بارے میں کیسے کیسے اندیشے لاحق ہوتے۔ پس چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور مناسب بات کریں ○ جو لوگ ظلم و ناانصافی سے یتیموں کا مال ہڑپ کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور جلد ہی وہ ضرور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے ○ ١٦ع

اور اپنے زیرِ کفالت یتیموں کے معاملاتِ دنیا کو انجام دینے کی اہلیت وصلاحیت کو نکاح وبلوغت کی عمر پہنچنے تک گاہے بگاہے جانچتے رہو۔ پھر بلوغت کی عمر پر اگر تم اُن کے اندر اپنے مال وکاروباری امور کو سنبھالنے کی سوجھ بوجھ پاؤ تو اُن کے مال اُن کے حوالے کردو[۵]۔ وارثوں کے مال کو اِس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اور اپنے حق کا مطالبہ کریں گے، جلد بازی میں فضول خرچ کر کے اُن کا مال نہ ہڑپ کر جانا۔ یتیم کا سرپرست جو مال دار ہو وہ احتیاط سے کام لے کہ ذرہ برابر بھی یتیم کے مال سے فائدہ نہ اُٹھائے۔ اور جو غریب ہو وہ معروف طریقہ سے بقدر ضرورت تھوڑا بہت اُن کو کھلاتے ہوئے خود بھی کھائے۔ یتیموں کے بڑے ہونے پر جب اُن کے مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کی موجودگی میں اُن کو اِس واپسی پر گواہ بناؤ ورنہ حساب لینے اور گواہی دینے کے لیے تو اللہ کافی ہے۔ ماں باپ اور رشتہ داروں نے اپنے مرنے پر جو ترکہ چھوڑا ہو اُس میں مردوں کا ایک مقرر حصہ ہے، اور اسی طرح عورتوں کا بھی اُس مال میں ایک مقرر حصّہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے اپنے مرنے پر ترکہ میں چھوڑا ہو، خواہ یہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ؛ یہ حصّے اللہ کی جانب سے مقرر ہیں۔ مگر خیال رہے کہ جب تقسیم کے موقع پر عزیز واقارب میں سے ایسے لوگ جن کا حصہ نہیں ہے اور یتیم اور مسکین آئیں اور اگر نہ بھی آئیں اور تمھارے ذہن میں ہوں تو وارثوں کی مرضی سے گزر جانے والے کے اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو اور عزت کرتے ہوئے اُن کے ساتھ شریفانہ طریقے سے بات کرنا، خبردار کسی کی تحقیر نہ کرنا اور نہ دل دکھانا۔ لوگوں کو خیال کرنا چاہیے کہ اگر وہ خود مرتے وقت اپنے پیچھے ناتواں اور بے بس اولاد چھوڑتے تو انھیں اپنے بچّوں کے بارے میں کیسے کیسے اندیشے لاحق ہوتے۔ پس چاہیے کہ وہ یتیموں کے مال کے بارے میں اللہ سے ڈریں اور مناسب طریقے سے انصاف والی بات کریں[۶]۔ جو لوگ ظلم وناانصافی سے یتیموں کا مال ہڑپ کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور جلد ہی وہ ضرور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ ۱۰

۴ اگر بیوی نے اپنے شوہر کو پُورا مہر یا اس کا کوئی حصّہ معاف کر دیا ہو مگر بعد میں وہ اس کا پھر مطالبہ کرے تو شوہر کو اُس کے ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا کیوں کہ شرط یہ تھی کہ بیوی یہ کام خوشی سے کرے، اگر خوشی جاتی رہی تو شرط پوری نہیں ہوئی۔

۵ مال قیامِ زندگی کا ذریعہ ہے، اُسے ایسے لوگوں کے پاس نہیں رہنا چاہیے جو اسے غلط طریقے سے استعمال کر کے تمدن اور امن وامان میں خلل کا باعث بنیں۔ حقوقِ ملکیت ہرگز غیر محدُود نہیں، اگر کوئی اُن کے استعمال سے امن میں خلل، نازیبا اور ناپسندیدہ روایات اور فیشن کو فروغ دیتا ہے یا اہلِ ایمان کے مال کو صریحاً ضائع کرتا یا آگ لگاتا ہے، تو اُسے روکا جائے گا۔ اگر وارثین اُس ترکے کے ذریعے فساد برپا کریں تو اسلامی حکومت ان کی املاک کو اپنے انتظام میں لے سکتی اور ان کی ضروریاتِ زندگی کے بندوبست اور اُن کے مرنے پر اُن کے صالح وارثین تک منتقلی کا قانون بنا سکتی ہے۔

وارثوں کے ترکے میں حقوق

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ	تمھاری اولاد کے لیے اللہ تمھیں ہدایت کرتا ہے کہ :
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ	ایک بیٹے کا حصّہ دو بیٹیوں جتنا ہے۔
فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ	اگر دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو ترکے کا دو تہائی بیٹیوں کا ہے۔
وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ	اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔
وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ	والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصّہ ملے گا اگر مرنے والے کی اولاد ہو۔
فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ	اور اگر وہ صاحبِ اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصّہ
فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ	مگر مرنے والے کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصّہ کی حق دار ہو گی مرنے والے کی وصیّت کی تکمیل اور اُس پر واجب تمام قرضوں کی ادائیگی کے بعد۔
اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ	تم نہیں جانتے کہ تمھارے ماں باپ اور تمھاری اولاد میں سے نفع رسانی کے لیے کون تم سے قریب تر ہے۔
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾	یہ [تقسیم] اللہ کی جانب سے عائد کی گئی ہے بلاشبہ اللہ ہی سب حقیقتوں اور مصلحتوں کا جاننے والا ہے ○

تمھاری اولاد کے درمیان تقسیم وراثت کے حوالے سے اللہ تمھیں ہدایت کرتا ہے کہ :

ایک بیٹے کا حصّہ دو بیٹیوں جتنا ہے۔

اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو اور دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو ترکے کا دو تہائی بیٹیوں کا ہے۔

اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو آدھا ترکہ اُس کا ہے۔

مرنے والے کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصّہ ملے گا اگر اُس کی اولاد ہو یعنی وہ صاحب اولاد ہو۔

اور اگر وہ صاحبِ اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصّہ باقی دو تہائی باپ کو ملے گا۔

مگر اسی صورت میں مرنے والے کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں ایک تہائی کی نہیں بلکہ چھٹے حصّہ کی حق دار ہوگی باقی سب باپ کو ملے گا تاکہ بحیثیت سربراہِ کنبہ وہ سب کی کفالت و خیر خواہی کر سکے۔ بیان کردہ یہ تمام تقسیم مرنے والے کی وصیّت [جو ہرگز کل ترکے کے ایک تہائی سے زیادہ پر اور کسی وراثت پانے والے کے لیے نہیں ہوگی] کی تکمیل اور اُس پر واجب تمام قرضوں کی ادائیگی کے بعد ہوگی۔

تم نہیں جانتے کہ تمھارے ماں باپ اور تمھاری اولاد میں سے نفع رسانی کے لیے کون تم سے قریب تر ہے، اللہ جانتا ہے۔

وراثت کی یہ تقسیم اللہ کی جانب سے عائد کی گئی ہے، بلاشبہ اللہ ہی سب حقیقتوں، حکمتوں اور مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔

۶ یتیم، خصوصاً، نابالغ اور چھوٹے بچے نہ صحیح طور پر اپنے حقوق کا ادراک رکھتے ہیں اور نہ ہی ناانصافی پر احتجاج کی جرأت و طاقت رکھتے ہیں، لہٰذا طاقت ور بڑوں کے سامنے اُن کم زوروں کے لیے مناسب حق بات کہنے سے اکثر لوگ کتراتے ہیں۔

۴ قرآن مجید کی اِن آیات [۷تا۱۱] سے یہ باتیں معلوم ہوئیں کہ: • مرنے سے پہلے کوئی میراث نہیں ہے۔ • میراث لازماً تقسیم ہونی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ، • کسی بھی قسم کی ہو منقولہ ہو یا غیر منقولہ، زرعی ہو یا کاروبار یا برانڈ کی مارکیٹ ویلیو ہو۔ اور • ترکہ میں عورتیں بھی شریک ہیں نہ کہ صرف مرد۔ (قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار میراث نہیں پائیں گے۔ • غریب سرپرست یتیموں کی نگہداشت کے لیے اعلانیہ مناسب اپنا حق الخدمت Service Charges لے سکتے ہیں۔ • ورثا کو متروکہ مال کے حوالہ کرنے کے لیے ان کا بالغ ہونا، اور صحیح استعمال کی اہلیت [رُشد] ہونا دونوں شرطیں ہیں۔ • وارث بالغ ہونے کے بعد مطالبہ کر سکتا ہے، تاہم رشد نہ ہونے کی بات اُس کو سمجھائی جاسکتی ہے، • تنازعے کی صورت میں عدالت فیصلہ کرے گی۔

وَلَكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ
لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ
وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ مِنۡۢ
بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَ
لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ
لَّكُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ
الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ
تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ
يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ
فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ
كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى
الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ
دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ
اللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ ﴿۱۲﴾ تِلۡكَ حُدُوۡدُ
اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ
جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ
الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۳﴾ وَ مَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَ
رَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا
خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۴﴾ ۲۶

اور تمھاری بیویاں جو ترکہ مرنے پر چھوڑ جائیں اُس میں سے اُن کی وصیّت پوری کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد آدھا تمھارا ہے اگر وہ بے اولاد ہوں، وگرنہ اولاد ہو تو بس ایک چوتھائی تم کو ملے گا۔ اور تم جو چھوڑ جاؤ اُس میں سے تمھاری وصیّت پوری کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد چوتھائی کی وہ حق دار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو، وگرنہ اولاد ہو تو اُن کو آٹھواں ملے گا۔ اور اگر مرنے والا مرد یا مرنے والی عورت کلالہ ہو [یعنی بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں]، مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو اُن میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ ایک تہائی میں شریک ہوں گے، یہ ساری تقسیم وصیّت پوری کرنے اور اُس کا قرض ادا کرنے کے بعد بغیر کسی کو نقصان پہنچائے ہوئے ہوگی۔ یہ احکامات اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ بہت ہی علم والا بردبار اور نرم خُو ہے ○ یہ اللہ کے مقرر کردہ ضابطے ہیں، جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی اطاعت کرے گا اُسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور اُن میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے ○ اور جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی حکم عدولی کرے گا اور اس کے ضابطوں سے انحراف کر جائے گا اُسے اللہ جہنم میں جھونکے گا* جہاں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور یہ اُس کے لیے بڑی ذلت والا عذاب ہے ○ ۲۶

* انسانی معاشروں کے لیے اللہ کی جانب سے دیے گئے ضابطوں اور قوانین کو دانستہ توڑنا (نماز، روزہ جیسے) حقوق اللہ میں کوتاہی سے بڑی کوتاہی ہے جیسا کہ سورہ مجادلہ میں قوانین بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ: وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۴﴾ یہ اللہ کے مقرر کردہ اصول ہیں اور ان کی خلاف ورزی کرنے والے گویا کافر ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور اے اہلِ ایمان [مرد حضرات] تمھاری بیویاں جو ترکہ مرنے پر چھوڑ جائیں اُس میں سے اُن کی وصیّت پوری کرنے اور اُن پر واجب قرض ادا کرنے کے بعد آدھا تمھارا ہے اگر وہ بے اولاد ہوں، وگرنہ اولاد ہو تو بس ایک چوتھائی تم کو ملے گا۔ اور تم جو چھوڑ جاؤ اُس میں سے تمھاری وصیّت پوری کرنے اور تم پر واجب قرض ادا کرنے کے بعد چوتھائی حصے کی وہ حق دار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو، وگرنہ اولاد ہو تو اُن کو بس آٹھواں حصہ ملے گا۔ اور اگر مرنے والا مرد یا مرنے والی عورت کلالہ ہو [یعنی بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں]، مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو اُن میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ ایک تہائی میں شریک ہوں گے، یہ ساری تقسیم وصیّت پوری کرنے اور اُس پر واجب قرض ادا کرنے کے بعد جھوٹی وصیتوں اور جعلی قرض کی دستاویزات سے بغیر کسی کو نقصان پہنچائے[۴]۔ یہ احکامات اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ بہت ہی علم والا بردبار اور نرم خُو ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے پہنچائے گئے اللہ کے مقرر کردہ ضابطے اور قوانین ہیں، جن کی پابندی لازمی اور جن سے انحراف اللہ اور رسولؐ سے بغاوت ہے پس، جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی اطاعت کرے گا اُسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور اُن میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی ساری زندگی کی کارکردگی کے صلے میں ملنے والی اصلی مطلوب بڑی کامیابی ہے؛ اور اس کے برخلاف جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی حکم عدولی کرے گا اور اس کے ضابطوں سے انحراف کر جائے گا اُسے اللہ جہنم میں جھونکے گا جہاں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور یہ اُس کے لیے بڑی ذلت والا عذاب ہے۔

ع ۲۔

۴ وصیّت میں ضرر رسانی یہ ہے کہ ایسی وصیّت کی جائے جس سے وراثت میں اولاد میں سے کسی کی یا بیوی/شوہر والدین یا قرآن کے متعین کردہ دیگر وارثوں میں سے کسی کا بھی حق مارا جائے۔ یا کسی قرض کو جس کا ثبوت نہ ہو اُس کو چھپایا جائے یا کسی کو ناجائز فائدہ پہنچانے کے لیے اُس کی جانب سے اپنے اوپر واجب الادا ایسے قرض کا اقرار کیا جائے جو اس نے کبھی لیا ہی نہ ہو، یا کسی بھی چال سے میراث کے حق داروں کو محرُوم کیا جائے۔ وصیت میں اس ہیرا پھیری کو گناہِ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ چناں چہ حدیث میں آیا ہے کہ وصیّت میں نقصان پہنچانا بڑے گناہوں میں سے ہے۔ اور ایک دُوسری حدیث میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی تمام اہلِ جنّت کے سے کام کرتا رہتا ہے مگر مرتے وقت وصیّت میں ورثا کو نقصان پہنچا کر اپنی زندگی کو ایسے عمل پر ختم کر جاتا ہے جو اسے دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے۔ یہ حق داروں کا حق مارنا یوں تو ہر مرنے والے کے لیے گناہِ عظیم ہے، مگر کلالہ کا یہ کام زیادہ ناروا ہے۔ کلالہ، یعنی جس کے اوپر والدین میں سے کوئی ہو اور نہ اولاد میں سے کوئی ہو اور قرآنی قانون کے

مطابق اُس کا مال نسبتاً دُور کے رشتہ داروں کو ملنا ہو اور وہ اُن کو محروم کرنے کے لیے اپنے کسی پسندیدہ فرد کا قرض بتا جائے یا کوئی اور چال چل جائے جس سے قرآن کے متعین کردہ حق دار محروم ہو جائیں

وراثت کے قوانین مقرر کرتے ہوئے بوضاحت اللہ تعالیٰ نے یہ بات [آیہ ۱۱ کے آخری جملے میں] فرمادی کہ انسانی عقل، خالقِ کائنات، اللہ رب العالمین سے زیادہ بہتر فیصلہ نہیں کر سکتی اور نہیں طے کر سکتی کہ والدین، اولاد اور دیگر رشتہ داروں میں سے نفع رسانی کے لیے کون تم سے قریب تر ہے۔ اور صاف کہہ دیا کہ وراثت کی تقسیم کے قاعدے اللہ کی جانب سے عائد کیے گئے ہیں جو سب حقیقتوں اور مصلحتوں کا جاننے والا ہے، پس اس میں چون و چرا اور عقل لڑانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، البتہ عقل استعمال کر کے خالق کے بنائے ضابطوں کی حکمتوں کو جاننے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ میت کے قرض کی ادائیگی اُس کے ترکے کی وارثوں میں تقسیم سے اور اُس کی وصیت کی تعمیل پر مقدم ہے۔ ایک مسلمان کو اپنے قرض کی ادائیگی، امانتوں کو اُن کے مالکان تک پہنچانے اور تلف شدہ حقوق کی ادائیگی کے لیے ضرور وصیت کرنی چاہیے اور اگر وہ اتنا کافی مال چھوڑ رہا ہے کہ اولاد ، والدین اور شوہر/بیوی وغیرہ کو آسان زندگی گزارنے اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے اور پریشان پھرنے سے بچانے کے لیے کافی ہی نہیں بلکہ اُس سے زیادہ ہے تو اُسے کچھ اُن عزیز اقارب کے لیے بھی ضرور وصیت کرنی چاہیے جن کو وراثت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا مگر وہ ضرورت مند ہوں یا بوجوہ امید رکھتے ہوں مثلاً یتیم پوتا یا پوتی یا کسی بیٹے کی ضرورت مند بیوہ یا کوئی بھائی یا بہن یا بھاوج یا بھتیجا یا بھانجا یا کوئی عزیز جس نے زندگی میں اُس پر یا اُس کے والدین سے عمدہ سلوک اور احسان کا معاملہ کیا ہو اور اب ضرورت مند ہو۔ اگر رشتہ داروں میں کوئی ایسا نہیں ہے تو دُوسرے مستحقین کے لیے یا کسی دینی کام، اقامتِ دین کی جدوجہد اور نیکی کے کاموں میں صرف کرنے کے لیے وصیّت کی جا سکتی ہے۔ یہ وصیت ایک تہائی سے زیادہ مال میں نہیں کی جا سکتی اور اس تہائی کا تعین قرضوں کی ادائیگی کے بعد ہو گا، جس کے بعد وارثین کے لیے قرآن کے بتائے ہوئے فارمولے کے مطابق ترکہ تقسیم ہو گا۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی چیز ہو، درست نہیں کہ وہ دو راتیں بھی وصیت لکھے اور محفوظ کیے بغیر گزار دے۔ [متفق علیہ] یہ خصوصاً اُن لوگوں کے لیے ضروری ہے جن پر قرض ہو یا تلف شدہ حقوق ہوں جن

سے لوگ واقف نہ ہوں، یا زائد مال و دولت سے کچھ نیک کام کرنے کے ارادے تشنہ تکمیل ہوں۔ علماء کے نزدیک وصیت مستحب ہے فرض نہیں۔

وراثت کے تفصیلی احکام سنہ ۳ہجری میں غزوہ اُحد کے بعد نازل ہوئے ۔اِن کے نزول سے قبل سُورۂ بقرہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ترکے میں سے اولاد، والدین اور رشتہ داروں کے حصے مقرر کرنے سے قبل فرمایا تھا:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۚۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔

جنگ اُحد کے بعد تفصیلی احکام آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ قرآن کے مقرر وارثین کے حق میں کوئی وصیت نہیں کی جاسکتی نہ اُن کو محروم کرنے کے لیے اور نہ اُن کو حصے سے زائد دینے کے لیے۔ اور اگر مرنے والا کچھ زیادہ مال نہیں چھوڑ رہا تو بہتر یہی ہے کہ وصیت نہ کی جائے تاکہ قرآن کے مقرر کردہ وارثین کو اُن کا حصہ مل جائے اور وہ اُس کے دنیا سے جانے کے بعد تنگ دست نہ رہیں، جیسا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے ۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں بیماری کی حالت میں تھا (ظاہر ہے یہ حجۃ الوداع یا فتح مکہ کا کوئی موقع رہا ہوگا)۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، سعد رضی اللہ عنہ وضاحت کرتے ہیں کہ آپؐ اُس شہر میں موت کو پسند نہیں فرماتے تھے جہاں سے کوئی اللہ کے لیے ہجرت کر چکا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن عفراء (سعد) پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ! کیا میں اپنے سارے مال و دولت کی (اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی) وصیت کردوں؟ آپؐ نے فرمایا : نہیں! میں نے پوچھا پھر آدھے کی کردوں؟ آپؐ نے اس پر بھی فرمایا کہ نہیں! میں نے پوچھا کہ پھر کیا تہائی مال کے لیے کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال کی کر سکتے ہو مگر یہ بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنے رشتہ داروں کو اپنے پیچھے مال دار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انھیں محتاج چھوڑ دو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اس میں کوئی شبہ نہ رکھو کہ جب بھی تم کوئی چیز جائز طریقہ پر خرچ کرو گے تو وہ صدقہ ہوگا۔ وہ لقمہ بھی جو تم اٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں دو گے (وہ بھی صدقہ ہے) اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے)، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں شفا دے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے (دشمنان دین) نقصان اٹھائیں۔ [بخاری کی روایت کردہ حدیث ۵۶۵۹ کا مفہوم، قال او کما قال]

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ
فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ
فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ
حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ
لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿١٥﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا
مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا
فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا
رَّحِيْمًا ﴿١٦﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ
لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ
يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿١٧﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ
يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ
اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ
لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿١٨﴾

اور تمھاری عورتوں میں سے جو فحاشی کا ارتکاب کریں اُن پر اپنے درمیان سے چار آدمیوں کی گواہی لو، اور اگر وہ گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت اُنھیں دبوچ لے یا اللہ اُن کے لیے کوئی راستہ نکال دے ○ اور تم میں سے جو دو، اس فعل کا ارتکاب کریں اُن دونوں کو تکلیف دو، پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے در گزر کرو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے ○[5]۔ ہاں یہ جان لو کہ اللہ سے توبہ کی قبولیّت کی توقع انھی لوگوں کے لیے ہے جو نادانی سے کوئی بُرا کام کر جاتے ہیں اور جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں ایسے لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے ○ مگر اُن لوگوں کی کوئی توبہ نہیں ہے جو گناہوں کے کام کیے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت سر پر آجاتی ہے اُس وقت وہ کہتا ہے کہ "اب میں نے توبہ کی"۔ اور اسی طرح مرتے دم تک کافر رہنے والوں کی بھی کوئی توبہ نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے ○

---

5 صاحبِ تفہیم القرآن نے ان دونوں آیات (۱۶،۱۵) پر بڑا مناسب حاشیہ تحریر کیا ہے جو زنا کی سزاؤں میں تدریجاً تبدیلی اور اُس کی حکمت کو بیان کرتا ہے۔ جو لوگ نبی ﷺ کے معروف اور معلوم حکم اور طریقے کو نظر انداز کر کے اپنے طور پر ابتدائی احکامات سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ کو شارع تسلیم نہیں کرتے۔

"ان دونوں آیتوں میں زنا کی سزا بیان کی گئی ہے۔ پہلی آیت صرف زانیہ عورتوں کے متعلق ہے اور ان کی سزا یہ ارشاد ہوئی

اور مسلمانوں کے قایم پاکیزہ معاشرے میں تمھاری عورتوں میں سے جو انتہائی فحاشی کا [یعنی نکاح کے دائرے سے باہر جنسی جسمانی تعلق قایم کرنے کا] ارتکاب کریں اُن پر اپنے درمیان مسلمانوں میں سے چار مضبوط سیرت و کردار کے سچے معتبر آدمیوں کی گواہی لو، اور اگر وہ چار قابلِ اعتبار آدمی گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں قطع تعلق کے ساتھ قید رکھو یہاں تک کہ موت اُنھیں دبوچ لے یا اللہ اُن کے لیے کوئی دوسرا راستہ نکال دے۔

اور تم میں سے جو دو، مرد ہوں یا عورتیں ہم جنسی (لواطت، homosexuality) یا غیر شادی شدہ مرد و عورت اس فعل کا ارتکاب کریں اُن دونوں کو مار پیٹ اور تذلیل کی تکلیف دو، پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے درگزر کرو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ ہاں یہ جان لو کہ اللہ سے توبہ کی قبولیّت کی توقع انھی لوگوں کے لیے ہے جو وقتی، ہنگامی جوش یا غصے میں نادانی سے کوئی بُرا، ناپسندیدہ یا ممنوع کام کر جاتے ہیں اور اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں یعنی غلط کام کی ممکنہ تلافی کے ساتھ اپنے رب کی طرف اعترافِ جرم ندامت اور آیندہ نہ کرنے کے مضبوط ارادے اور اعلان کے ساتھ معافی کے لیے پلٹتے ہیں۔ بس ایسے لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔

مگر اللہ کے نزدیک اُن لوگوں کی توبہ کوئی توبہ نہیں اور ہر گز قابلِ التفات نہیں ہے جو تا زندگی گناہوں کی دلدل میں اللہ کی پکڑ اور آخرت کے خوف کے بغیر اپنے کام کیے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت سر پر آ جاتی ہے اُس وقت وہ کہتا ہے کہ "اب میں نے توبہ کی"[۶]۔ اور اسی طرح مرتے دم تک کافر رہنے والوں کی بھی کوئی توبہ نہیں ہے۔ ایسے ہی راندہ درگاہ لوگوں کے لیے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

ہے کہ انھیں تا حکمِ ثانی قید رکھا جائے۔ دُوسری آیت زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کے بارے میں ہے کہ دونوں کو اذیّت دی جائے، یعنی مارا پیٹا جائے، سخت سُست کہا جائے اور ان کی تذلیل کی جائے۔ زنا کے متعلق یہ ابتدائی حکم تھا۔ بعد میں سُورۂ نُور کی وہ آیت نازل ہوئی جس میں مرد اور عورت دونوں کے لیے ایک ہی حکم دیا گیا کہ انھیں سو، سو ۱۰۰ کوڑے لگائے جائیں۔ اہلِ عرب چوں کہ اس وقت تک کسی باقاعدہ حکومت کے ماتحت رہنے اور عدالت و قانون کے نظام کی اطاعت کرنے کے عادی نہ تھے، اس لیے یہ بات حکمت کے خلاف ہوتی اگر اسلامی حکومت قائم ہوتے ہی ایک قانونِ تعزیرات بنا کر دفعتًہ ان پر نافذ کر دیا جاتا۔ اللہ تعالٰی نے ان کو رفتہ رفتہ تعزیری قوانین کا خوگر بنانے کے لیے پہلے زنا کے متعلق یہ سزائیں تجویز فرمائیں، پھر بتدریج زنا، قذف اور سرقہ کی حدیں مقرر کیں، اور بالآخر اسی بنا پر تعزیرات کا وہ مفصّل قانون بنا جو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور خلفائے راشدین کے ادوار حکومت میں نافذ العمل ہوا۔"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ
تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ
لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

اے ایمان والو، تمھارے لیے یہ ہر گز جائز نہیں ہے کہ زبردستی بیویوں کے وارث بن بیٹھو۔ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ انھیں اِس لیے تنگ کرو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس کا کچھ حصہ واپس لے لو اِلّا یہ کہ وہ کسی شک و شبہ سے بالاتر بدکاری کی مرتکب ہوئی ہوں۔

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْ
هُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ
اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے، زندگی بسر کرو۔ اگر کسی بنا پر وہ تمھیں ناپسند ہوں ایک چیز جو تمھیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اُسی میں بڑی خیر رکھ دی ہو ○

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ
زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا
تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا
وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ
قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ
مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

اور اگر تم اپنی بیوی کو دُوسری بیوی سے بدلنے کا ارادہ کر ہی لو تو خواہ تم نے اُسے ڈھیروں مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے واپس نہ لینا۔ کیا تم اُس پر جھوٹے الزام لگا کر اور کھلی بددیانتی کر کے مال کو واپس لوگے؟ اور آخر تم اُسے کس منہ سے واپس مانگو گے جب کہ تم ایک دُوسرے کا مزہ چکھ چکے ہو اور وہ تم سے عہد لے چکی ہیں ○

وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ
النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۳

اور جن عورتوں سے تمھارے باپ نکاح کر چکے ہوں اُن سے ہر گز نکاح نہ کرنا، مگر جو پہلے ہو چکا۔ یہ سخت بے حیائی اور گھناؤنی بات اور بڑا ہی برا طریقہ ہے ○ ع ۳

---

٦ رسول اللہ ﷺ نے یہی بات اِن الفاظ میں بیان فرمائی: ان الله يقبل توبة العبد مالم يُغرغِر۔ اللہ بندے کی توبہ اُس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ آثارِ موت [سانس کی غرغر] شروع نہ ہوں۔ سنن الترمذي، ۳۵۳۷

اے ایمان والو، تمھارے لیے یہ ہر گز جائز نہیں ہے کہ زبردستی مرنے والے کی بیویوں کو بھی ترکے میں تقسیم کرو اور وارث بن بیٹھو۔ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ انھیں اِس لیے تنگ کرو کہ جو کچھ تم نے ان کو مہر اور تحائف میں دیا ہے اس کا کچھ حصہ واپس لے لو اِلّا یہ کہ وہ کسی شک وشبہ سے بالاتر بدکاری کی مرتکب ہوئی ہوں تو اُس صورت میں تمھیں تنگ کرنے کا اور اُن سے اپنے مال کو واپس مانگنے کا حق ہے۔ اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے یعنی اُن کے شرفِ انسانیت کا خیال ہو اور عزت کا مقام دیتے ہوئے نہ کہ نوکرانی اور لونڈیاں بنا کر، زندگی بسر کرو۔ اگر کسی بنا پر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو صبر کرو، کیا عجب کہ ایک چیز جو تمھیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اُسی میں بڑی خیر وبرکت رکھ دی ہو[۷]۔ اور اگر تم اپنی بیوی کو دُوسری بیوی سے بدلنے کا ارادہ کر ہی لو تو خواہ تم نے اُسے یعنی پہلی بیوی کو ڈھیروں مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے ایک تنکا بھی واپس نہ لینا۔ جیسا کہ بیویوں کو دیے ہوئے مہر اور مال کی واپسی کا مطالبہ صرف اُن کی بدکاری پر یا اُن کی طرف سے مطالبہ خلع پر ہی کیا جا سکتا ہے، تو کیا تم اُس پر جھوٹے الزام لگا کر اور کھلی بددیانتی کر کے مال کو واپس لوگے؟ اور سوچو تو سہی، آخر تم اُسے کس منہ سے واپس مانگو گے جب کہ تم ایک دُوسرے کا مزہ چکھ چکے ہو اور وہ تم سے تا زندگی محبت و وفاداری کا عہد و پیمان لے چکی ہیں؟ اور جن عورتوں سے تمھارے باپ نکاح کر چکے ہوں اُن سے ہر گز نکاح نہ کرنا، مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ یہ سخت بے حیائی اور گھناؤنی بات اور بڑا ہی برا طریقہ ہے جو جاہلیت میں رائج رہا۔ ۲۲

---

۷ یعنی اگر کسی نقص یا بدصورتی کی بنا پر یا کسی معاملے میں مزاج کی ناہم آہنگی کی وجہ سے شوہر کا دل بیوی سے نہ لگ سکے، تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ شوہر اُسے چھوڑ دے، اسلام چاہتا ہے کہ وہ صبر کا مظاہرہ کرے چہ عجب کہ اس کی بعض دُوسری خوبیاں ایسی ہوں جن کے اظہار کا موقع ملے تو، وہ اُس کو اچھی لگنے لگے۔ دنیا بھر میں، اور انسانی تجربے میں یہ ایک آزمائی ہوئی بات ہے، بیشتر انسان اپنی خوبیوں میں اپنی خامیوں سے بڑھ کر ہوتے ہیں، اگر خوبیوں کو پرورش پانے کا موقع مل جائے تو اُن کی شخصیت پسندیدہ ہو جاتی ہے۔ یہ بات ہر گز پسندیدہ نہیں ہے کہ طلاق دینے میں جلدی کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابغض الحلال الی اللہ الطلاق: طلاق تمام جائز کاموں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ یہی بات لڑکیوں کے لیے کہ وہ اپنے شوہروں سے جلد بیزار نہ ہوں۔

حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمۡ اُمَّھٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُکُمۡ وَ
اَخَوٰتُکُمۡ وَ عَمّٰتُکُمۡ وَ خٰلٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُ
الۡاَخِ وَ بَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَ اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیۡۤ
اَرۡضَعۡنَکُمۡ وَ اَخَوٰتُکُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ وَ
اُمَّھٰتُ نِسَآئِکُمۡ وَ رَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ
حُجُوۡرِکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ
بِھِنَّ ۫ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِھِنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ ۫ وَ حَلَآئِلُ
اَبۡنَآئِکُمُ الَّذِیۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِکُمۡ ۙ وَ اَنۡ
تَجۡمَعُوۡا بَیۡنَ الۡاُخۡتَیۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۲۳﴾ وَّ
الۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتۡ
اَیۡمَانُکُمۡ ۚ کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ۚ وَ اُحِلَّ
لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا
بِاَمۡوَالِکُمۡ مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ ؕ
فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہٖ مِنۡھُنَّ فَاٰتُوۡھُنَّ
اُجُوۡرَھُنَّ فَرِیۡضَۃً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ
فِیۡمَا تَرٰضَیۡتُمۡ بِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِیۡضَۃِ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۲۴﴾ وَ مَنۡ
لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ مِنۡکُمۡ طَوۡلًا اَنۡ یَّنۡکِحَ
الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ فَمِنۡ مَّا مَلَکَتۡ
اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ فَتَیٰتِکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ

تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں تم پر حرام کی گئی ہیں۔۔اور تمھاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دُودھ پلایا ہو، اور تمھاری دُودھ شریک بہنیں، اور تمھاری ساسیں،اور تمھاری بیویوں کی، جن سے تم نے جسمانی لطف اٹھایا ہو، بیٹیاں جنہوں نے تمھاری گودوں میں پرورش پائی ہے۔ ورنہ اگر نکاح کے بعد جسمانی لطف نہ اٹھایا ہوا ہو تو اُن کی بیٹیوں سے اگر تم نکاح کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔اور تمھارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اور یہ بھی کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو، مگر جو ہو چکا سو ہو چکا، یقیناً، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ○ اور مُحْصَنَات عورتیں [شوہر والی] بھی البتہ جو تمھارے ہاتھ لگیں۔تم پر یہ اللہ کا قانون ہے۔اِن عورتوں کے علاوہ جتنی بھی عورتیں ہیں اپنے اموال کے ذریعہ حصارِ نکاح [Wed-Lock] میں حاصل کرنا تمھارے لیے جائز کر دیا گیا ہے، نہ کہ بے قید شہوت رانی کرنے لگو۔ پھر جو زندگی کا لُطف تم ان سے اُٹھاؤ اس کے بدلے نکاح کے موقع پر طے شدہ مہر ایک لازمی فرض جان کے ادا کرو، البتہ مہر مقرر ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمھارے درمیان کوئی معاملہ طے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلاشبہ اللہ علیم اور دانا ہے ○ اور تم میں سے جس شخص کو اتنی مالی وسعت نہ ہو کہ خاندانی پاک دامن مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمھاری اُن مومنہ کنیزوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تم مسلمانوں کے قبضہ میں ہوں ○

جان لو کہ نکاح کے لیے تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پُھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں تم پر حرام کی گئی ہیں، تم کسی طور اِن سے نکاح نہیں کر سکتے، یہ محرمِ ابدی ہیں۔ اور اسی طرح تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دُودھ پلایا ہو، اور تمھاری دُودھ شریک بہنیں، اور تمھاری ساسیں، اور تمھاری بیویوں کی جن سے تم نے جسمانی لطف اٹھایا ہو، سابق شوہروں سے ہونے والی بیٹیاں جنھوں نے تمھاری گودوں میں پرورش پائی ہے۔ ورنہ اگر نکاح کے بعد جسمانی لطف نہ اٹھایا ہوا ہو تو اُن کی بیٹیوں سے اگر تم نکاح کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حرام ہیں تم پر تمھارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اور یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے کہ تم دو بہنوں کو بیک وقت اپنی بیویوں میں جمع کرو، مگر زمانہ جاہلیت میں اس نوع کے جو رشتے ہو چکے سو ہو چکے، یقیناً، اسلام سے قبل ہونے والے سارے گناہوں کو اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور مُحْصَنَات یعنی شادی شدہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں البتہ دشمن کی وہ شادی شدہ عورتیں جو جنگ میں تمھارے ہاتھ لگیں۔ نکاح کے باب میں تم پر یہ پابندیاں اللہ نے لکھ دی ہیں اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے۔ اِن چند مذکورہ شادی کے لیے حرام کی گئی عورتوں کے علاوہ جتنی بھی عورتیں ہیں اُن کی معاشی ضرورتیں اپنے اموال کے ذریعہ اپنے ذمہ لے کر اُنھیں حصارِ نکاح [Wed-Lock] میں حاصل کرنا تمھارے لیے جائز کر دیا گیا ہے، نہ کہ پیسے کے بل بوتے پر بے قید سانڈوں کی مانند شہوت رانی کرنے لگو۔ پھر جو زندگی کا لُطف تم ان سے اُٹھاؤ اس کے بدلے نکاح کے موقع پر طے شدہ مَہر ایک لازمی فرض جان کے ادا کرو، اپنی غالب شخصیت کے بل پر یاد باؤ اور ٹال مٹول سے اُس کی ادائیگی سے بچنے کی کوشش نہ کرو، البتّہ مَہر مقرر ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمھارے درمیان اُس کی مکمل یا جُزوی معافی کا کوئی معاملہ طے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس قانون سازی کے لیے کامل علم اور دانائی درکار ہے، بلا شبہ اللہ علیم اور دانا ہے۔

اور اے مسلمانو، تم میں سے جس شخص کو اتنی مالی وسعت نہ ہو کہ خاندانی پاک دامن مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمھاری اُن مومنہ کنیزوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تم مسلمانوں کے قبضہ میں ہوں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ
اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ
فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ
مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ
تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ ۴۷
وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ
يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ
يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا
عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ
عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ
ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

اور اللہ تمھارے ایمانوں کا حال خُوب جانتا ہے، تم سب ایک ہی جنس سے ہو، لہٰذا اُن کے مالکوں کی اجازت سے اُن کے ساتھ عقدِ نکاح میں اور دستور کے مطابق اُن کے مہر دو، تاکہ وہ حصارِ نکاح [Wed-Lock] میں پاک دامنی کے ساتھ محفوظ رہ سکیں نہ کہ دعوتِ شہوت دینے اور چوری چھُپے آشنائیاں کرنے والیاں بن جائیں۔ پس جب یہ حصارِ نکاح میں محفوظ ہو جائیں تو، اِس کے بعد بھی وہ دائرہ نکاح سے باہر کوئی تعلق استوار کریں تو اُن کو اُس سزا کی نصف ملے گی جو آزاد عورتوں پر ہے۔ یہ اُن کے لیے ہے جن کو گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو لیکن اگر تم صبر کر سکو تو یہ تمھارے لیے زیادہ مناسب ہے، اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے ○ ۴۷ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اُن ضابطوں کو کھول کر بیان کرے اور انھی پر تمھیں بھی چلائے جن کی پیروی تم سے پہلے لوگ کرتے تھے اور تمھیں اُن کے رستے پر چلائے۔ وہ چاہتا ہے کہ تمھاری طرف متوجّہ رہے، اور وہ تو علیم بھی ہے اور حکیم بھی ○ ہاں، اللہ تو چاہتا ہے کہ تمھاری طرف پلٹتا رہے مگر خواہشاتِ نفس کے بندے[8] چاہتے ہیں کہ تم ہٹ کر دُور نکل جاؤ ○ اللہ تم پر بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیوں کہ انسان کمزور تخلیق کیا گیا ہے ○

۸ اللہ تبارک و تعالیٰ متعدد جگہ خواہشات کی بندگی کا ذکر کرتے ہیں، اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ...... سُوْرَةُ الْجَاثِيَة ۴۵: آیت ۲۳ پھر کیا تم نے اُسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ انسان شرک میں مبتلا ہو کر صرف لکڑی اور پتھر کے بت اور انسانوں کو ہی نہیں پوجتا، بلکہ سب سے بڑا بت نفس ہے جو اِن جعلی خداؤں کو پجواتا ہے! انسان پہلے قبروں اور بتوں کے آگے ڈنڈوت نہیں کرتا بلکہ پہلے نفس کے آگے جھکتا ہے!

تم میں سے غریب مردوں کے لیے نکاح کی مقدرت نہ ہونا اور دوسری جانب ماحول میں نکاح کے قابل ایسی کنیزوں کی موجودگی جو کسی بستر پر نہ ہوں، ایمان والے اور ایمان والیوں کے دلوں کے باہم مائل ہونے کا سبب بنتا ہے، اور اللہ خطرے میں گھرے تمھارے ایمانوں کا حال خُوب جانتا ہے، تم سب ایک ہی جنس سے ہو، لہٰذا اُن کے مالکوں کی اجازت سے اُن کے ساتھ عقدِ نکاح میں آ کر اپنے ایمان کو محفوظ کر لو اور دستور کے مطابق اُن کے مہر دو، تاکہ وہ حصارِ نکاح [Wed-Lock] میں پاک دامنی کے ساتھ محفوظ رہ سکیں نہ کہ تمھارے ماحول میں چلتی پھرتی دعوتِ شہوت دینے اور چوری چھُپے آشنائیاں کرنے والیاں بن جائیں۔ پس جب یہ حصارِ نکاح [Wed-Lock] میں محفوظ ہو جائیں تو، آزاد شہوت رانی سے بچاؤ کے اِس معقول اہتمام کے بعد بھی وہ دائرہ نکاح سے باہر کوئی تعلق استوار کریں تو اُن کو اُس سزا کی نصف ملے گی جو آزاد عورتوں پر بد چلنی کرنے پر عائد ہوتی ہے۔ مومنہ کنیزوں سے نکاح کی یہ سہولت تم میں سے اُن لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو نکاح نہ کرنے سے گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو لیکن اگر تم بغیر نکاح کے صبر کر سکو تو یہ تمھارے لیے زیادہ مناسب ہے، اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ ۴۶

اے دینِ اسلام کے پیروکارو! اللہ چاہتا ہے کہ تم پر زندگی گزارنے اور زمین پر نظامِ زندگی چلانے کے اُن بنیادی اُصولوں اور ضابطوں کو کھول کر بیان کرے جن کی پیروی تم سے پہلے تاریخ کے ہر دور میں اسلام کے سچے پیروکار لوگ کرتے تھے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنی نگاہِ رحمت کے ساتھ تمھاری طرف متوجّہ رہے، اور وہ تو علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔

ہاں، اللہ تو چاہتا ہے کہ باوجود تمھاری خطاؤں اور کوتاہیوں کے اپنی نگاہِ رحمت کے ساتھ تمھاری طرف پلٹتا رہے مگر خواہشاتِ نفس کے بندے؛ منافقین، مدینے کے کچھ لوگ جو ابھی تک ایمان نہیں لائے اور یہود چاہتے ہیں کہ تم دینِ حق کے ضابطوں سے ہٹ کر دُور نکل جاؤ۔ تمھاری کمزوری کے پیشِ نظر اللہ تم پر اسلام کے ذریعے فضول پابندیوں اور ناروا رسم و رواج کے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیوں کہ خالق جانتا ہے کہ انسان کمزور تخلیق کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆